نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

خطیبِ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ
سابق سرپرست جمعیت علماء اسلام
بانی و مہتمم جامعہ رحمانیہ، گجر سنگھ، لاہور

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے مبارک سفر کے تذکرے میں ایک قصہ ایک بستی کے یتیموں کی دیوار کے متعلق بھی ہے، جس کو درست کرنے کی وجہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بیان کی کہ ''وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا'' کہ ان کے ماں باپ نیک تھے اور اس دیوار کے نیچے خزانہ تھا، اگر دیوار درست نہ کی جاتی تو وہ بستی کے ان لوگوں کے ہاتھ لگ جاتا جو مہمان نوازی کے نام سے بھی نابلد اور آداب سے ناآشنا تھے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی مختصر مگر جامع تفسیر عثمانی میں نقل فرماتے ہیں کہ یہ ساتویں پشت تھی، جن کے آباء و اجداد کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خزانے کی حفاظت اور ان تک پہنچانے کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ انتظام کروایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اس واقعہ کی حقیقت کو لسانِ خضر سے واضح کیا اور پھر اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل کر کے اس کی تفصیل کو بیان فرمایا، تاکہ محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اُمت جان سکے کہ نیک اعمال اور پاکیزہ زندگی کی کتنی برکات ہوتی ہیں اور اس کے کتنے ثمرات ہوتے ہیں کہ نسلاً بعد نسلٍ بھی ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس واقعہ سے جہاں بہت سے اسرار و حِکم سمجھ میں آتے ہیں، جن کو مفسرین نے تفصیل کے ساتھ تفاسیر میں نقل کیا ہے، وہیں ایک ایمان افروز نکتہ بھی ایمان والوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے اولیاء کی اولاد کو اُن کے نیک اعمال کی وجہ سے اتنا شرف حاصل ہوسکتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے تکوینی طور پر خزانے کی حفاظت کا کام لیا جائے تو امام الانبیاء، خاتم النبیین والمعصومین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب کے سردار ہیں، وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں، جن

حضرات صحابہ کرامؓ بھی خاندانِ نبوت کے ان شہزادوں پر جان چھڑکتے اور ان کا پورا خیال رکھتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اپنے اقرباء سے صلہ رحمی کی نسبت مجھے یہ بات کہیں زیادہ عزیز ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء سے صلہ رحمی کروں۔'' (صحیح البخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں حیرہ علاقہ فتح ہوا تو ایک بہت خوبصورت اور چادر مالِ غنیمت میں آئی، آپ نے وہ چادر حضرت حسینؓ کو دی کہ شہزادے کے ساتھ اچھی@ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدری اصحاب کے برابر دونوں بھا ں کے وظائف مقرر کیے، دین نے جس چیز سے نہیں روکا اور اجازت دی، خلفاء ثلاثہؓ نے اس مقدس گھرانے کے ایک ایک فرد بالخصوص ان شہزادوں کے ساتھ محبت ومودت، جود وسخاوت میں انتہا کردی اور جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تو پھر اس مقدس گھرانے کے تقدُّس کو دھبہ لگنا بھی گوارا نہ کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یمن سے کپڑے آئے تو کوئی حسنین کریمینؓ کے ناپ کے مطابق پورا نہیں آیا، آپ غمگین ہوگئے اور فوراً ناپ یمن بھجواکر نئے جوڑے تیار کروائے، اور جب انہوں نے پہنے تو فرمایا: ''شکر ہے اس اللہ کا جس نے میرا دل ٹھنڈا کیا ہے۔'' (سیر اعلام النبلاء)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک روز خطبہ دے رہے تھے تو حدیث پڑھ کر آپ نے دونوں صاحبزادوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اس کا فرض ہے کہ وہ ان سے بھی محبت رکھے اور ان کے درجات پہچانے۔'' (سیرۃ ا ءؓ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کا حق بھی حسنؓ وحسینؓ نے ادا کیا، باغیوں نے جب خلیفۂ رسول کے گھر کا محاصرہ کیا تو دروازے پر پہرہ دیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک تیر سے زخمی بھی ہوئے، پر باغیوں کو سامنے سے اندر نہ جانے دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ' حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے گھوڑے کی رکاب پکڑتے تھے، کسی نے کہا: آپ علم وعمل میں زیادہ اور بزرگ ہیں؟ کہا: میرے لیے تو یہ سعادت کی بات ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خاطر لڑنے مرنے پر تیار ہوجاتے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے صرف حسنین کریمینؓ کی فرمائش پر ہی بعد از وصالِ نبوی اذان دی۔

اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حکومتی معاملات میں ہاتھ بٹایا کرتے اور اُن کے ساتھ جنگوں میں بھی حصہ لیتے، ان کے بعد اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی معاون رہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی عنایات سے نوازے جاتے رہے۔ الغرض سب کے منظورِ نظر رہے اور اپنے اختیارات کو استعمال کرتے رہے۔ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی امیرِ

سلطنت کی طرف سے بھیجا جانے والا سامان مدینے کے پاس سے گزرا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دس اونٹوں سے سامان اُترواکر پاس رکھ لیا اور پیغام بھجوایا کہ اپنا حق وصول کرلیا، البتہ کچھ باقی ہے۔

مال کے حاصل کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ جمع کرتے تھے، بلکہ مدینے کے سب سے زیادہ سخی کا پوچھا جاتا تو لوگ آپ کا ہی نام لیتے، اللہ کی راہ میں اتنا خرچ کرتے کہ اکثر مقروض ہوجاتے۔ حسنِ سلوک ایسا کہ بے مثال! ایک دفعہ ایک خادمہ سے کچھ خطا ہوگئی تو اس نے گھبراکر یہ آیت پڑھی کہ غصہ کو پینے والے اللہ کو پسند ہیں، آپؓ نے فوراً معاف کردیا، اس نے درگزر اور حسنِ سلوک کا آگے ذکر کیا تو اُسے آزاد کردیا۔

یتیموں اور بیواؤں کا اتنا خیال رکھتے کہ بوقتِ شہادت آپ کی پشت مبارک پر بہت زیادہ نشان تھے، حضرت زین العابدینؒ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ: یہ اس سامان کو اُٹھانے کے نشان ہیں جو آپ اپنی پشت پر لاد کر بیوہ، یتیم بچوں اور فقراء و مساکین کو پہنچاتے تھے۔

عبادت گزار اتنے کہ بعض اوقات سینکڑوں نوافل ادا کرتے، یہ اُس اذانِ محمدی کا اثر تھا جو پیدائش کے وقت آپ کے کانوں میں دی گئی۔ تلاوتِ قرآن مجید کا یہ حال کہ چلتے پھرتے زبان پر تلاوت جاری رہتی، یہ لسانِ نبوت چوسنے کی برکت تھی، اسی وجہ سے خوش الحان تھے۔ جو آپ کی تلاوت سنتا تو پھر ''ھل من مزید'' کی تمنا کرتا، عاشقانہ عبادتِ حج کا یہ عالم کہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک پیدل چل کے پینتیس حج کیے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ اپنے تو اپنے دروازے سے دشمن بھی خالی نہیں گئے، قرض لے لیا، پر کسی سائل کو مایوس نہ کیا۔ نماز سے اتنی محبت کہ اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر نکلے اور اسی راستے میں سجدہ کی حالت میں میدانِ کربلا میں ۱۰ محرم ۶۱ھ کو ۵۷ برس کی عمر میں شہید کردیئے گئے۔

ہمارا ایک المیہ ہے کہ ہم صرف دس محرم الحرام کو ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں، جبکہ چاہیے تو یہ کہ محراب و منبر ہو یا صحافت کی دنیا' تسلسل کے ساتھ اِن مقدس ہستیوں کا ذکرِ خیر ہونا چاہیے۔ شہادت کے ساتھ آپ کی روشن زندگی کے مثالی کارناموں کو بھی قوی حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا جائے، تاکہ اُمتِ مسلمہ اپنے بڑوں کی زندگی سے بخوبی آگاہ ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو۔ جن کی وجہ سے دین ہم تک پہنچا۔ بہترین جزا سے نوازے اور کل ہمارا حشر اُن کے قدموں میں فرمائے، آمین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....